السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

1۔

یمین، نذر اور تعلیق میں احناف کے لیے مسلکِ غیر پر کب فتویٰ دینا جائز ہے؟

موجودہ حالات میں کم علمی یا حالات کے نزاکت کو دیکھتے ہوئے لوگ ایسی قسمیں کھا لیتے ہیں جن کا پورا کرنا ان کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔

جیسے کہ کسی کے قتل کی قسم کھالی

یا کوئی ایسی قسم کھالی جس کو پورا کرنا اس کے بس کی بات نہیں

بسا اوقات ایسی نذر مان لیتے ہیں کہ جن سے وہ عاجز آجاتے ہیں جیسے کہ کسی نے نذر مان لی کہ اگر میرے بیٹے کو نوکری مل گئی تو میں پوری زندگی ہر ماہ 10 روزے رکھوں گا

یا کسی نے یوٹیوب چینل کھولا اور یہ نذر مان لی کہ میرے جتنے سبسکرائبرز (subscribers) ہونگے اتنی تعداد میں دن میں رکعات پڑھوں گا، اب سبسکرائبرز 1000 ہو گئے تو اب وہ نذر پوری کرنے سے عاجز ہے (نیز بسا اوقات سبسکرائبرز 10 ہزار اور لاکھ سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں)

بسا اوقات ایسی تعلیق کر لیتے ہیں جس کو پورا کریں تو طلاق ہو جائے گی اور اگر نہ پورا کریں تو رجوع نہیں ہے جیسے کسی شوہر نے اپنی بیوی سے جھگڑے میں کہا کہ اگر تم نے اپنے والد یا بیٹے کے گھر میں قدم رکھا تو تمہیں طلاق۔ کچھ دن بعد جھگڑا ختم ہو جاتا ہے تو اب وہ بیوی پھنس گئی ہے کہ والد یا بیٹے کے گھر قدم نہیں رکھ سکتی ورنہ طلاق ہو جائے گی۔

توان حالات میں کیا اس طرح کی نذر، قسم اور تعلیق میں رجوع کی یا مسلکِ غیر پر فتویٰ دے کر کچھ تخفیف پیدا کرنے کی گنجائش ہے کہ نہیں؟

(مندرجہ بالا مثالیں حقیقت پر مبنی ہیں، کوئی فرضی نہیں۔ ان دنوں اس طرح کے بہت سے مسائل پیش آرہے ہیں)

-2

موجودہ حالات میں کیا مذکورہ بالا مسائل میں کچھ نظر ثانی کی ضرورت ہے کہ نہیں؟

جبکہ حالات بہت سخت ہیں، امت کافی پریشان ہے اور کم علمی میں ایسی چیزوں کو کر بیٹھتی ہے جن کو پورا کرنا ان کے لیے ممکن نہیں۔

آپ سے درخواست ہے کہ اس پر ائمہ اربعاء کے آراء اور موجودہ دور میں ان مسائل میں نرمی برتتے ہوئے مسلک غیر پر اجازت دینے کی حاجت کو واضح فرماکر شکریہ کا موقع عطا فرمائیں گے۔

دار الافتاء

الجواب حامداومصلیا

واضح رہے کہ اول: تو یہ نئے مسائل نہیں ہیں، جو پہلے زمانہ میں موجود نہ تھے، اور اب وجود میں آگئے، جن پر نظر ثانی کی ضرورت ہو، دوم: عبادات، جنایات میں دوسرے مذہب کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ہوتی، معاملات میں ہوتی ہے، سوئم: کم علمی کوئی ایسی ضرورت یا شرعی عذر نہیں ہے، جس کی وجہ سے ان کے ساتھ رعایت برتی جائے، بلکہ اس سلسلہ میں سختی کرنی چاہیئے تاکہ لوگ دین کے معاملہ میں بے احتیاطی نہ کریں، اور اس کو کھیل نہ بنائیں، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کثرتِ طلاق کو دیکھ کر تین طلاقوں کو تین ہی قرار دیا، تو انہوں نے سختی کی، نرمی نہیں کی۔ چہارم: اگر کسی ضرورت کی جگہ کسی مسئلہ پر نظر ثانی کرنی ہو، اور دوسرے مذاہب کی طرف جانا ہو، تو یہ ایک مفتی یا ایک دارالافتاء کا کام نہیں ہے، بلکہ یہ اجتماعی غور وفکر کا محتاج ہوتا ہے۔

الم يكن الطلاق الثلاث على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأبي بكر واحدة«؟ فقال: »قد كان ذلك، فلما كان في عهد عمر تتابع الناس في الطلاق، فأجازه عليهم (الصحيح للامام مسلم ﷺ) ۔ والله تعالى اعلم

الجواب صحیح

[signature]

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

۹ / ربیع الاول / ۱۴۴۵ھ

۲۶ / ستمبر / ۲۰۲۳ء

عصمت اللہ عصمہ اللہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

۸ / ربیع الاول ۱۴۴۵ھ

۲۵ / ستمبر / ۲۰۲۳ء

دارالافتاء
فتوی نمبر ۳۸/۲۵۴۳
۱۳ / ۳ / ۱۴۴۵
۲۶ / ۹ / ۲۰۲۳
جامعہ دارالعلوم کراچی